دس سے تیرہ تک۔ ابن عمرؓ ابن زبیرؓ ابو موسیٰؓ عطاءؒ مجاہدؒ عکرمہؒ سعید بن جبیرؒ ابو مالکؒ ابراہیم نخعیؒ یحییٰ بن ابی کثیرؒ حسنؒ قتادہؒ سدیؒ زہریؒ ربیع بن انسؒ ضحاکؒ مقاتل بن حیانؒ عطا خراسانیؒ امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں' یہ تین دن ہیں' دسویں' گیارہویں اور بارہویں۔ ان میں جب چاہو قربانی کرو لیکن افضل پہلا دن ہے مگر مشہور قول یہی ہے اور آیت کریمہ کے الفاظ کی ظاہری دلالت بھی اسی پر ہے کیونکہ دو دن میں جلدی یا دیر معاف ہے تو ثابت ہوا کہ عید کے بعد تین دن ہونے چاہئیں اور ان دنوں میں اللہ کا ذکر کرنا قربانیوں کے ذبح کے وقت ہے اور یہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجح مذہب اس میں حضرت امام شافعیؒ کا ہے کہ قربانی کا وقت عید کے دن سے ایام تشریق کے ختم ہونے تک ہے اور اس سے مراد نمازوں کے بعد کا مقررہ ذکر بھی ہے اور ویسے عام طور پر بھی اللہ کا ذکر مراد ہے اور اس کے مقررہ وقت میں گو علماء کرام کا اختلاف ہے لیکن زیادہ مشہور قول جس پر عمل درآمد بھی ہے' یہ ہے کہ عرفے کی صبح سے ایام تشریق کے آخر دن کی عصر کی نماز تک' اس بارے میں ایک مرفوع حدیث بھی دار قطنی میں ہے لیکن اس کا مرفوع ہونا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خیمہ میں تکبیر کہتے اور آپ کی تکبیر پر بازار والے لوگ تکبیر کہتے یہاں تک کہ منیٰ کا میدان گونج اٹھتا' اسی طرح یہ مطلب بھی ہے کہ شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے وقت تکبیر اور اللہ کا ذکر کیا جائے جو ایام تشریق کے ہر دن ہوگا۔ ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے کہ بیت اللہ کا طواف' صفا و مروہ کی سعی' شیطانوں کو کنکریاں مارنی' یہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حج کی پہلی اور دوسری واپسی کا ذکر کیا اور اس کے بعد لوگ ان پاک مقامات کو چھوڑ کر اپنے اپنے شہروں اور مقامات کو لوٹ جائیں گے' اس لئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ تمہیں اس کے سامنے جمع ہونا ہے۔ اسی نے تمہیں زمین میں پھیلایا۔ پھر وہی سمیٹ لے گا۔ پھر اسی کی طرف حشر ہوگا پس جہاں کہیں ہو اس سے ڈرتے رہا کرو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝

بعض لوگوں کی دنیوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ کو گواہ کرتا جاتا ہے حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے ○ جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے' اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند رکھتا ہے ○

دل بھیڑیوں کے اور کھال انسانوں کی : ☆☆ (آیت:۲۰۴-۲۰۵) سدیؒ کہتے ہیں کہ یہ آیت اخنس ابن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ منافق شخص تھا۔ ظاہر میں مسلمان تھا' لیکن باطن میں مخالف تھا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حضرت خبیبؓ اور ان کے ساتھیوں کی برائیاں کی تھیں جو رجیع میں شہید کئے گئے تھے تو ان شہداء کی تعریف میں من یشری والی آیت اتری اور ان منافقین کی مذمت کے بارے میں مَنْ يُّعْجِبُكَ الخ والی آیت نازل ہوئی' بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے۔ تمام منافقوں کے بارے میں پہلی اور دوسری آیت ہے اور تمام مومنوں کی تعریف کے بارے میں تیسری آیت ہے' قتادہؒ وغیرہ کا قول یہی ہے اور یہی صحیح ہے' حضرت نوف بکالی جو توراۃ و انجیل کے بھی عالم تھے' فرماتے ہیں کہ میں اس امت کے بعض لوگوں کی برائیاں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں پاتا ہوں۔ لکھا ہے کہ بعض لوگ دین کے حیلے سے دنیا کماتے ہیں۔ ان کی زبانیں تو شہد سے زیادہ میٹھی ہیں

لیکن دل ایلوے (مصبر) سے زیادہ کڑوے ہیں- لوگوں کے لئے بکریوں کی کھالیں پہنتے ہیں لیکن دل ان کے بھیڑیوں جیسے ہیں-
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' کیا وہ مجھ پر جرات کرتے ہیں اور میرے ساتھ دھوکے بازیاں کرتے ہیں- مجھے اپنی ذات کی قسم کہ میں ان پر وہ فتنہ بھیجوں گا کہ بردبار لوگ بھی حیران رہ جائیں گے' قرظیؒ کہتے ہیں' میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ منافقوں کا وصف ہے اور قرآن میں بھی موجود ہے- پڑھئے آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ الخ حضرت سعید نے بھی جب یہ بات اور کتابوں کے حوالے سے بیان کی تو حضرت محمد بن کعبؓ نے یہی فرمایا تھا کہ یہ قرآن شریف میں بھی ہے اور اسی آیت کی تلاوت کی تھی- سعد کہنے لگے' میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے- آپ نے فرمایا سنئے- آیت شان نزول کے اعتبار سے گوکسی کے بارے میں ہی ہو لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہوتی ہے- ابن محیصن کی قرات میں یشهد الله ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ گو وہ اپنی زبان سے کچھ ہی کہے لیکن اس کے دل کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جیسے اور جگہ ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ یعنی منافق تیرے پاس آ کر تیری نبوت کی گواہی دیتے ہیں- اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسولؐ ہے لیکن اللہ کی گواہی ہے کہ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں' لیکن جمہور کی قرات يُشْهِدُ اللّٰهَ ہے تو معنی یہ ہوئے کہ لوگوں کے سامنے تو اپنی خیانت چھپاتے ہیں لیکن اللہ کے سامنے ان کے دل کا کفر ونفاق ظاہر ہے' جیسے اور جگہ ہے يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ الخ یعنی لوگوں سے چھپاتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپا سکتے' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ لوگوں کے سامنے اسلام ظاہر کرتے ہیں اور ان کے سامنے قسمیں کھا کر باور کراتے ہیں کہ جو ان کی زبان پر ہے' وہی ان کے دل میں ہے' صحیح معنی آیت کے یہی ہیں کہ عبدالرحمٰن بن زیدؒ اور مجاہدؒ سے بھی یہی مروی ہے ابن جریرؒ بھی اسی کو پسند فرماتے ہیں-

''الد'' کے معنی لغت میں ہیں' سخت ٹیڑھا' جیسے اور جگہ ہے وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا یہی حالت منافق کی ہے کہ وہ اپنی حجت میں جھوٹ بولتا ہے اور حق سے ہٹ جاتا ہے' سیدھی بات چھوڑ دیتا ہے اور افترا اور بہتان بازی کرتا ہے اور گالیاں بکتا ہے' صحیح حدیث میں ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں' جب بات کرے' جھوٹ بولے جب وعدہ کرے بیوفائی کرے' جب جھگڑا کرے گالیاں بکے' ایک اور حدیث میں ہے' سب سے زیادہ برا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہو' اس کی کئی ایک سندیں ہیں- پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح یہ برے اقوال والا ہے اسی طرح افعال بھی اس کے بدترین ہیں تو قول تو یہ ہے لیکن فعلؐ اس کے سراسر خلاف ہے' عقیدہ بالکل فاسد ہے-

نماز اور ہماری رفتار: ☆☆ سعی سے مراد یہاں قصد ہے جیسے کہ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى الخ اور فرمان ہے فاسعوا الی ذکر اللّٰہ یعنی جمعہ کی نماز کا قصد وارادہ کرو' یہاں سعی کے معنی دوڑنے کے نہیں کیونکہ نماز کے لئے دوڑ کر جانا ممنوع ہے' حدیث شریف میں ہے جب تم نماز کے لئے آؤ تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکینت ووقار کے ساتھ آؤ-

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے- ایسے کو جہنم ہی بس ہے اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے ○ اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے ○

منافقوں کا مزید تعارف : ☆☆ (آیت:۲۰۶-۲۰۷) غرض یہ کہ ان منافقوں کا قصد زمین میں فساد پھیلانا' کھیتی باڑی' زمین کی پیداوار اور حیوانوں کی نسل کو برباد کرنا ہی ہوتا ہے۔ یہ بھی معنی مجاہدؒ سے مروی ہیں کہ ان لوگوں کے نفاق اور ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بارش کو روک لیتا ہے جس سے کھیتیوں کو اور جانوروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو بانی فساد ہوں' ناپسند کرتا ہے۔ ان بدکرداروں کو جب وعظ ونصیحت کے ذریعہ سمجھایا جائے تو یہ اور بھڑک اٹھتے ہیں اور مخالفت کے جوش میں گناہوں پر اور آمادہ ہو جاتے ہیں جیسے اور جگہ ہے واذا تتلی علیھم ایاتنا بینات تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر الخ یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام کی آیتیں جب ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کافروں کے منہ چڑھ جاتے ہیں اور پڑھنے والوں پر جھپٹتے ہیں' سنو اس سے بھی بڑھ کر سنو۔ کافروں کے لئے ہمارا فرمان جہنم کا ہے جو بدترین جگہ ہے۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ انہیں جہنم کافی ہے یعنی سزا میں وہ بدترین اوڑھنا بچھونا ہے۔

مومن کون؟ : ☆☆ منافقوں کی مذموم خصلتیں بیان فرما کر اب مومنوں کی تعریفیں ہو رہی ہیں' یہ آیت حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہ مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ جب مدینہ کی طرف ہجرت کرنی چاہی تو کافروں نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں مال لے کر نہیں جانے دیں گے۔ اگر تم مال چھوڑ کر جانا چاہتے ہو تو تمہیں اختیار ہے' آپؓ نے سب مال سے علیحدگی کر لی اور کفار نے اس پر قبضہ کر لیا اور آپ نے ہجرت کی' جس پر یہ آیت اتری۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت آپؓ کے استقبال کے لئے حرہ تک آئی اور مبارکبادیاں دیں کہ آپ نے بڑا اچھا بیوپار کیا۔ بڑے نفع کی تجارت کی' آپؓ یہ سن کر فرمانے لگے' اللہ تعالیٰ آپ کی تجارتوں کو بھی نقصان والی نہ کرے۔ آخر بتلاؤ تو یہ مبارکبادیاں کیا ہیں۔ ان بزرگوں نے فرمایا' آپؓ کے بارے میں حضور ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ جب حضورؐ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے بھی یہی خوشخبری سنائی۔ قریش نے ان سے کہا تھا کہ جب آپ مکہ میں آئے' آپ کے پاس مال نہ تھا' یہ سب مال یہیں کمایا۔ اب اس مال کو لے کر ہم جانے نہ دیں گے چنانچہ آپ نے مال کو چھوڑا اور دین لے کر خدمت رسولؐ میں حاضر ہو گئے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب آپؓ ہجرت کے ارادے سے نکلے اور کفار مکہ کو علم ہوا تو سب نے آن کر گھیر لیا۔ آپؓ نے اپنے ترکش سے تیر نکال لئے اور فرمایا اے مکہ والو! تم خوب جانتے ہو کہ میں کیسا تیرانداز ہوں۔ میرا ایک نشانہ بھی خطا نہیں جاتا۔ جب تک یہ تیر ختم نہ ہوں گے' میں تم کو چھیدتا رہوں گا' اس کے بعد تلوار سے تم سے لڑوں گا اور اس میں بھی تم میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ جب تلوار کے بھی ٹکڑے ہو جائیں گے' پھر تم میرے پاس آ سکتے ہو۔ پھر جو چاہو کر لو۔ اگر یہ تمہیں منظور ہے تو بسم اللہ ورنہ سنو میں تمہیں اپنا کل مال دیئے دیتا ہوں۔ سب لے لو اور مجھے جانے دو۔ وہ مال لینے پر رضامند ہو گئے اور اس طرح آپ نے ہجرت کی' آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی وہاں بذریعہ وحی یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔ آپ کو دیکھ کر حضورؐ نے مبارکباد دی' اکثر مفسرین کا یہ قول بھی ہے کہ یہ آیت عام ہے۔ ہر مجاہد فی سبیل اللہ کی شان ہے جیسے اور جگہ ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنتہ الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور ان کے بدلے جنت دے دی ہے۔ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں' مارتے بھی ہیں اور شہید بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سچا عہد توراۃ وانجیل اور قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچے عہد والا اور کون ہو گا۔ تم اے ایماندارو اس خرید فروخت اور ادلے بدلے سے خوش ہو جاؤ۔ یہی بڑی کامیابی ہے' حضرت ہشام بن عامرؓ نے جبکہ کفار کی دونوں صفوں میں گھس کر ان پر یکہ وتنہا بے پناہ حملہ کر دیا تو بعض لوگوں نے اسے خلاف شرع سمجھا۔ لیکن حضرت عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ نے ان کی تردید کی اور اسی آیت من یشری کی تلاوت کر کے سنا دی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٢٠٨﴾ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ
مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٠٩﴾

ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ○ اگر تم باوجود تمہارے پاس دلیلیں آ جانے کے بھی پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے ○

مکمل اطاعت ہی مقصود ہے: ☆☆ (آیت ۲۰۸-۲۰۹) اللہ تعالیٰ اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور اپنے نبی کی تصدیق کرنے والوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ وہ کُل احکام کو بجالائیں۔ کُل ممنوعات سے بچ جائیں۔ کامل شریعت پر عمل کریں۔ سِلْم سے مراد اسلام ہے۔ اطاعت اور صلح جوئی بھی مراد ہے۔ کافتہ کے معنی سب کے سب پورے پورے' عکرمہؒ کا قول ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ اسد بن عبیدؓ ثقلبیہؓ وغیرہ جو یہود سے مسلمان ہوئے تھے' انہوں نے حضورؐ سے گزارش کی' ہمیں ہفتہ کے دن کی عزت کی اور راتوں کے وقت توراۃ پر عمل کرنے کی اجازت دی جائے جس پر یہ آیت اتری کہ اسلامی احکام پر عمل کرتے رہو لیکن اس میں حضرت عبداللہؓ کا نام کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ وہ اعلیٰ عالم تھے اور پورے مسلمان تھے۔ انہیں مکمل طور پر معلوم تھا کہ ہفتہ کے دن کی عزت منسوخ ہو چکی ہے۔ اس کی بجائے اسلامی عید جمعہ کے دن کی مقرر ہو چکی ہے۔ پھر ناممکن ہے کہ وہ ایسی خواہش میں اوروں کا ساتھ دیں' بعض مفسرین نے ''کافتہ'' کو حال کہا ہے یعنی تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ لیکن پہلی بات زیادہ صحیح ہے یعنی اپنی طاقت بھر اسلام کے کل احکام کو مانو حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ بعض اہل کتاب باوجود ایمان لانے کے توراۃ کے بعض احکام پر جمے ہوئے تھے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ محمدیؐ دین میں پوری طرح آ جاؤ۔ اس کا کوئی عمل نہ چھوڑو۔ توراۃ پر صرف ایمان رکھنا کافی ہے۔ پھر فرمان ہے کہ اللہ کی اطاعت کرتے رہو۔ شیطان کی نہ مانو۔ وہ تو برائیوں اور بدکاریوں کو اور اللہ پر بہتان باندھنے کو کہتا ہے۔ اس کی اور اس کے گروہ کی تو خواہش یہ ہے کہ تم جہنمی بن جاؤ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ اگر تم دلائل معلوم کرنے کے بعد بھی حق سے ہٹ جاؤ تو جان رکھو کہ اللہ بھی بدلہ لینے میں غالب ہے' نہ اس سے کوئی بھاگ کر بچ سکے' نہ اس پر کوئی غالب ہے۔ اپنی پکڑ میں وہ حکیم ہے۔ اپنے امر میں وہ کفار پر غلبہ رکھتا ہے اور عذر و حجت کو کاٹ دینے میں حکمت رکھتا۔

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ
وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٢١٠﴾ ع ۲۵ / ۱۲

کیا لوگوں کو اس بات کا انتظار ہے کہ ان کے پاس خود اللہ تعالیٰ ابر کے سائبانوں میں آ جائے اور فرشتے بھی اور کام انتہا تک پہنچا دیا جائے؟ اللہ ہی کی طرف تمام کام لوٹائے جاتے ہیں ○

تذکرۂ شفاعت: ☆☆ (آیت ۲۱۰) اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کفار کو دھمکا رہا ہے کہ کیا انہیں قیامت ہی کا انتظار ہے جس دن حق کے ساتھ فیصلے ہو جائیں گے اور ہر شخص اپنے کئے کو بھگت لے گا جیسے اور جگہ ارشاد ہے کلا اذا دکت الارض الخ یعنی جب زمین کے ریزے ریزے اڑ جائیں گے اور تیرا رب خود آ جائے گا اور فرشتوں کی صفیں کی صفیں بندھ جائیں گی اور جہنم بھی لا کر کھڑی کر دی جائے گی اس دن یہ لوگ عبرت و نصیحت حاصل کریں گے لیکن اس سے کیا فائدہ؟ اور جگہ فرمایا ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملائکۃ الخ یعنی کیا

انہیں اس بات کا انتظار ہے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا خود اللہ تعالیٰ آئے یا اس کی بعض نشانیاں آ جائیں۔ اگر یہ ہو گیا تو پھر انہیں نہ ایمان نفع دے نہ نیک اعمال کا وقت رہے' امام ابو جعفر ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں پر ایک لمبی حدیث لکھی ہے جس میں صور وغیرہ کا مفصل بیان ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں' مسند وغیرہ میں یہ حدیث ہے۔ اس میں ہے کہ جب لوگ گھبرا جائیں گے تو انبیاء علیہم السلام سے شفاعت طلب کریں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ایک ایک پیغمبر کے پاس جائیں گے اور وہاں سے صاف جواب پائیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچیں گے۔ آپؐ جواب دیں گے' میں تیار ہوں' میں ہی اس کا اہل ہوں۔ پھر آپؐ جائیں گے اور عرش تلے سجدے میں گر پڑیں گے اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے کہ وہ بندوں کا فیصلہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا اور بادلوں کے سائبان میں آئے گا۔ دنیا کا آسمان ٹوٹ جائے گا اور اس کے تمام فرشتے آ جائیں گے۔ پھر دوسرا بھی پھٹ جائے گا اور اس کے فرشتے بھی آ جائیں گے اسی طرح ساتوں آسمان شق ہو جائیں گے اور ان کے فرشتے آ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا عرش اترے گا اور بزرگ تر فرشتے نازل ہوں گے اور خود وہ جبار اللہ تشریف لائے گا۔ فرشتے سب کے سب تسبیح خوانی میں مشغول ہوں گے۔ ان کی تسبیح اس وقت یہ ہو گی سبحان ذی الملك و الملکوت' سبحان ذی العزة و الجبروت سبحان الحی الذی لا یموت' سبحان الذی یمیت الخلائق ولا یموت' سبوح قدوس رب الملائکة و الروح' سبوح قدوس' سبحان ربنا الاعلی' سبحان ذی السلطان و العظمة' سبحانه سبحانه ابدا ابدا○ حافظ ابو بکر بن مردویہ بھی اس آیت کی تفسیر میں بہت سی احادیث لائے ہیں جن میں غرابت ہے۔ واللہ اعلم۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں کو اس دن جمع کرے گا۔ جس کا وقت مقرر ہے۔ وہ سب کے سب کھڑے ہوں گے۔ آنکھیں پتھرائی ہوئی اور اوپر کو لگی ہوئی ہوں گی۔ ہر ایک کو فیصلہ کا انتظار ہو گا اللہ تعالیٰ ابر کے سائبان میں عرش سے کرسی پر نزول فرمائے گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے' عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ اترے گا تو مخلوق اور اس کے درمیان ستر ہزار پردے ہوں گے۔ نور کی چکاچوند کے اور پانی کے اور پانی سے وہ آوازیں آ رہی ہوں گی جس سے دل ہل جائیں' زبیر بن محمد فرماتے ہیں کہ وہ بادل کا سائبان یاقوت کا جڑا ہوا اور جوہر و زبرجد والا ہو گا' حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں' یہ بادل معمولی بادل نہیں بلکہ یہ وہ بادل ہے جو بنی اسرائیل کے سروں پر وادی تیہ میں تھا' ابو العالیہؒ فرماتے ہیں فرشتے بھی بادل کے سائے میں آئیں گے اور اللہ تعالیٰ جس میں چاہے آئے گا' چنانچہ بعض قراتوں میں یوں بھی ہے هل ينظرون الا ان ياتيهم الله في ظلل من الغمام و الملائكة جیسے اور جگہ ہے ويوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائكته تنزيلا○ یعنی اس دن آسمان بادل سمیت پھٹے گا اور فرشتے اتر آئیں گے۔

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾

بنی اسرائیل سے پوچھو تو کہ ہم نے انہیں کس قدر روشن نشانیاں عطا فرمائیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے پاس پہنچ جانے کے بعد بدل ڈالے (وہ جان لے) کہ اللہ تعالیٰ بھی سخت عذابوں والا ہے ○ کافروں کے لئے دنیا کی زندگی خوب زینت دار کی گئی وہ ایمانداروں سے ہنسی مذاق کرتے ہیں حالانکہ پرہیزگار لوگ قیامت کے دن ان سے اعلیٰ ہوں گے' اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے ○

احسان فراموش بنی اسرائیل اور ترغیب صدقات: ☆☆ (آیت: ۲۱۱-۲۱۲) اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ دیکھو بنی اسرائیل کو میں نے بہت سے معجزات دکھلا دیئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کی لکڑی' ان کے ہاتھ کی روشنی' ان کے لئے دریا کو چیر دینا' ان پر سخت گرمیوں میں ابر کا سایہ کرنا' من وسلویٰ اتارنا وغیرہ وغیرہ جن سے میرا خود مختار فاعل کل ہونا صاف ظاہر تھا اور میرے نبی حضرت موسیٰ کی نبوت کی کھلی تصدیق تھی لیکن تاہم ان لوگوں نے میری ان نعمتوں کا کفر کیا اور بجائے ایمان کے کفر پر اڑے رہے اور میری نعمتوں پر بجائے شکر کے ناشکری کی۔ پھر بھلا میرے سخت عذابوں سے یہ کیسے بچ سکتے؟ یہی خبر کفار قریش کے بارے میں بھی بیان فرمائی ہے۔ ارشاد ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمة الله کفرا الخ کیا تو نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم جیسی بدترین قرارگاہ میں پہنچا دیا۔

پھر بیان ہوتا ہے کہ یہ کفار صرف دنیا کی زندگی پر دیوانے ہوئے ہیں۔ مال جمع کرنا اور اللہ کی راہ کے خرچ میں بخل کرنا یہی ان کا رنگ ڈھنگ ہے بلکہ جو ایمان دار اس دنیائے فانی سے سیرچشم ہیں اور پروردگار کی رضامندی میں اپنے مال لٹاتے رہتے ہیں' یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ حقیقی نصیب والے یہی لوگ ہیں۔ قیامت کے دن ان کے مرتبے دیکھ کر ان کافروں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اس وقت اپنی بدتری اور ان کی برتری دیکھ کر معاملہ کی اونچ نیچ سمجھ میں آ جائے گی۔ دنیا کی روزی جسے اللہ جتنی چاہے دے دے۔ جسے چاہے بے حساب دے بلکہ جسے چاہے یہاں بھی دے اور پھر وہاں بھی دے' حدیث شریف میں ہے اے ابن آدم تو میری راہ میں خرچ کر' میں تجھے دیتا چلا جاؤں گا۔ آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا راہ اللہ میں دیئے جاؤ اور عرش والے سے تنگی کا خوف نہ کرو۔ قرآن میں ہے وما انفقتم من شئی یخلفه تم جو کچھ خرچ کرو' اللہ اس کا بدلہ دے گا۔ صحیح حدیث میں ہے ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ایک دعا کرتا ہے' اللہ تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو عزت عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے بخیل کے مال کو برباد کر۔ ایک اور حدیث میں ہے' انسان کہتا رہتا ہے' میرا مال' میرا مال حالانکہ تیرا مال وہ ہے جسے تو نے کھا لیا! وہ تو فنا ہو چکا اور جسے پہن لیا! وہ بوسیدہ ہو گیا۔ ہاں جو تو نے صدقہ میں دیا' اسے تو نے باقی رکھ لیا اس کے سوا جو کچھ ہے' اسے تو تو دوسروں کے لئے چھوڑ کر یہاں سے چل دے گا۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے دنیا اس کا گھر ہے جس کا گھر نہ ہو' دنیا اس کا مال ہے جس کا مال نہ ہو' دنیا کے لئے جمع وہ کرتا ہے جسے عقل نہ ہو۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ
وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ

مُّسْتَقِيمٍ ﴿۲۱۳﴾

دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتاب نازل فرمائی تا کہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے اور صرف ان ہی لوگوں نے جو اسے دیئے گئے تھے اپنے پاس دلائل آ چکنے کے بعد آپس کے بغض و عناد سے اس میں اختلاف کیا۔ پس اللہ پاک نے ایمان والوں کو اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنے ارادہ سے رہبری کی اور اللہ تعالیٰ جس کی چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے ○

آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک : ☆☆ (آیت: ۲۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نوحؑ اور حضرت آدمؑ کے درمیان دس زمانے تھے۔ ان زمانوں کے لوگ حق پر اور شریعت کے پابند تھے۔ پھر اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا بلکہ آپ کی قرات بھی یوں ہے کان الناس امة واحدة فاختلفوا فبعث الخ ابی بن کعب کی قرات بھی یہی ہے۔ قتادہؒ نے بھی اس کی تفسیر اسی طرح کی ہے کہ جب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا پہلا پیغمبر بھیجا یعنی حضرت نوح علیہ السلام حضرت مجاہدؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک روایت مروی ہے کہ پہلے سب کے سب کافر تھے لیکن اول قول معنی کے اعتبار سے بھی اور سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے پس ان پیغمبروں نے ایمان والوں کو خوشیاں سنائیں اور ایمان نہ لانے والوں کو ڈرایا۔ ان کے ساتھ اللہ کتاب بھی تھی تا کہ لوگوں کے ہر اختلاف کا فیصلہ قانون الٰہی سے ہو سکے لیکن ان دلائل کے بعد بھی صرف آپس کے حسد و بغض تعصب وضد اور نفسانیت کی بنا پر پھر اتفاق نہ کر سکے لیکن ایمان دار سنبھل گئے اور اس اختلاف کے چکر سے نکل کر سیدھی راہ لگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہم دنیا میں آنے کے اعتبار سے سب سے آگے ہوں گے۔ اہل کتاب کو کتاب اللہ ہم سے پہلے دی گئی۔ ہمیں اس کے بعد دی گئی لیکن انہوں نے اختلاف کیا اور اللہ پاک نے ہماری رہبری کی۔ جمعہ کے بارے میں بھی نا اتفاقی رہی۔ لیکن ہمیں ہدایت نصیب ہوئی۔ یہ کُل کے کُل اہل کتاب اس لحاظ سے بھی ہمارے پیچھے ہیں۔ جمعہ ہمارا ہے۔ ہفتہ یہودیوں کا اور اتوار نصرانیوں کا۔ زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں جمعہ کے علاوہ قبلہ کے بارے میں بھی یہی ہوا نصاریٰ نے مشرق کو قبلہ بنایا۔ یہود نے بھی ان میں سے بعض کی نماز رکوع ہے اور سجدہ نہیں۔ بعض کے ہاں سجدہ ہے اور رکوع نہیں۔ بعض نماز میں بولتے چلتے پھرتے رہتے ہیں لیکن امت محمد کی نماز سکون و وقار والی ہے۔ نہ یہ بولیں نہ چلیں پھریں۔ روزوں میں بھی اسی طرح اختلاف ہوا اور اس میں بھی امت محمد کو ہدایت نصیب ہوئی۔ ان میں سے کوئی تو دن کے بعض حصے کا روزہ رکھتا ہے۔ کوئی گروہ بعض قسم کے کھانے چھوڑ دیتا ہے لیکن ہمارا روزہ ہر طرح کامل ہے اور اس میں بھی راہ حق ہمیں سمجھائی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں یہود نے کہا کہ وہ یہودی تھے۔ نصرانیوں نے انہیں نصاری کہا لیکن دراصل وہ یکسر مسلمان تھے۔ پس اس بارے میں بھی ہماری رہبری کی گئی اور خلیل اللہ کی نسبت صحیح خیال تک ہم کو پہنچا دیا گیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو بھی یہودیوں نے جھٹلایا اور ان کی والدہ ماجدہ کی نسبت بدکلامی کی۔ نصرانیوں نے انہیں اللہ اور اللہ کا بیٹا کہا لیکن مسلمان اس افراط تفریط سے بچا لئے گئے اور انہیں روح اللہ کلمۃ اللہ اور نبی حق مانا۔

ربیع بن انسؓ فرماتے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے کہ جس طرح ابتداء میں سب لوگ اللہ واحد کی عبادت کرنے والے نیکیوں کے عامل برائیوں سے مجتنب تھے بیچ میں اختلاف رونما ہو گیا تھا پس اس آخری امت کو اول کی طرح اختلاف سے ہٹا کر صحیح راہ پر لگا دیا۔ یہ امت اور امتوں پر گواہ ہو گی یہاں تک کہ امت نوح پر بھی ان کی شہادت ہو گی۔ قوم ہود قوم صالح قوم شعیب اور آل فرعون کا بھی حساب کتاب انہی کی گواہیوں پر ہو گا۔ یہ کہیں گے کہ ان پیغمبروں نے تبلیغ کی اور ان امتوں نے تکذیب کی۔ حضرت ابی بن کعبؓ کی قرات میں واللہ

یھدی الخ سے پہلے یہ لفظ بھی ہیں ولیکونوا شھداء علی الناس یوم القیامته الخ ابوالعالیہؒ فرماتے ہیں' اس آیت میں گویا حکم ہے کہ شبہ سے' گمراہی سے اور فتنوں سے بچنا چاہئے۔ یہ ہدایت اللہ کے علم اور اس کی رہبری سے ہوئی۔ وہ جسے چاہے راہ استقامت بجھا دیتا ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کو جب تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے اللھم رب جبریل و میکائیل و اسرافیل فاطر السموت والارض عالم الغیب والشھادة انت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیه یختلفون اھدنی لما اختلف فیه من الحق باذنك انك تھدی من تشاء الی صراط مستقیمO یعنی اے اللہ! اے جبرئیل میکائیل اور اسرافیل کے اللہ عزوجل! اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے الہ العالمین! اے چھپے کھلے کے جاننے والے اللہ جل شانہ! تو ہی اپنے بندوں کے آپس کے اختلافات کا فیصلہ کرتا ہے۔ میری دعا ہے کہ جس جس چیز میں یہ اختلاف کریں تو مجھے اس میں حق بات سمجھا۔ تو جسے چاہے راہ راست دکھلا دیتا ہے' حضورؐ سے ایک دعا یہ بھی منقول ہے اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه ولا تجعله متلبسا علینا فنضل واجعلنا للمتقین اماماO اے اللہ! ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کی تابعداری نصیب فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچا۔ ایسا نہ ہو کہ حق و باطل ہم پر خلط ملط ہو جائے اور ہم بہک جائیں اے اللہ ہمیں نیکوکار اور پرہیزگار لوگوں کا امام بنا۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿٢١٤﴾

کیا تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے؟ حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئے تھے۔ انہیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے کہ رسول اور اس کے ساتھ کے ایماندار کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ سن رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہےO

ہم سب کو آزمائش سے گزرنا ہے: ☆☆ (آیت:۲۱۴) مطلب یہ ہے کہ آزمائش اور امتحان سے پہلے جنت کی آرزوئیں ٹھیک نہیں۔ اگلی امتوں کا بھی امتحان لیا گیا۔ انہیں بھی بیماریاں' مصیبتیں پہنچیں' باساء کے معنی فقیری اور ضراء کے معنی سخت بیماری بھی کیا گیا ہے۔ (زلزلو) ان پر دشمنوں کا خوف اس قدر طاری ہوا کہ کانپنے لگے۔ ان تمام سخت امتحانوں میں وہ کامیاب ہوئے اور جنت کے وارث بنے۔ صحیح حدیث میں ہے' ایک مرتبہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' یارسول اللہ ﷺ آپ ہماری امداد کی دعا نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا بس ابھی سے گھبرا اٹھے۔ سنو تم سے اگلے موحدوں کو پکڑ کر ان کے سروں پر آرے رکھ دیئے جاتے تھے اور چیر کر مکمل دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے لیکن وہ توحید و سنت سے نہ ہٹتے تھے۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت پوست نوچے جاتے تھے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو نہیں چھوڑتے تھے۔ قسم اللہ کی اس میرے دین کو تو میرا رب اس قدر پورا کرے گا کہ بلاخوف و خطر صنعاء سے حضر موت تک سوار تنہا سفر کرنے گا۔ اسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہ ہوگا البتہ دل میں یہ خیال ہونا اور بات ہے کہ کہیں میری بکریوں پر بھیڑیا نہ پڑے لیکن افسوس تم جلدی

کرتے ہو- قرآن میں ٹھیک یہی مضمون دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے الم○ حسب الناس ان یترکوا الخ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ محض ایمان کے اقرار سے ہی چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی- ہم نے تو اگلوں کی بھی آزمائش کی- سچوں کو اور جھوٹوں کو یقیناً ہم نکھار کر رہیں گے چنانچہ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوری آزمائش ہوئی- یوم الاحزاب یعنی جنگ خندق میں ہوئی جیسے خود قرآن پاک نے اس کا نقشہ کھینچا ہے فرمان ہے اذ جائو کم من فوقکم الخ یعنی جبکہ کافروں نے تمہیں اوپر نیچے سے گھیر لیا جبکہ آنکھیں پتھرا گئیں- دل حلقوں تک آ گئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ گمان ہونے لگے- اس جگہ مومنوں کی پوری آزمائش ہو گئی اور وہ خوب جھنجھوڑ دیئے گئے جبکہ منافق اور ڈھل مل یقین والے لوگ کہنے لگے کہ اللہ رسول کے وعدے تو غرور کے ہی تھے- ہرقل نے جب ابوسفیان سے ان کے کفر کی حالت میں پوچھا تھا کہ تمہاری کوئی لڑائی بھی اس دعویدار نبوت سے ہوئی ہے- ابوسفیان نے کہا' ہاں- پوچھا- پھر کیا رنگ رہا- کہا کبھی ہم غالب رہے- کبھی وہ غالب رہے تو ہرقل نے کہا انبیاء کی اسی طرح آزمائش ہوتی رہتی ہے لیکن انجام کار کھلا غلبہ انہی کا ہوتا ہے-

مثل کے معنی طریقہ کے ہیں جیسے اور جگہ ہے و مضی مثل الاولین○ الخ اگلے مومنوں نے مع نبیوں کے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کی اور سختی اور تنگی سے نجات چاہی جنہیں جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ہی نزدیک ہے- جیسے اور جگہ ہے فان مع العسر یسرا○ ان مع العسر یسرا○ الخ یقیناً سختی کی ساتھ آسانی ہے' برائی کے ساتھ بھلائی ہے- ایک حدیث میں ہے کہ بندے جب ناامید ہونے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تعجب کرتا ہے کہ میری فریاد رسی تو آ پہنچنے کو ہے اور یہ ناامید ہوتا چلا جا رہا ہے- پس اللہ تعالیٰ ان کی عجلت اور اپنی رحمت کے قرب پر ہنس دیتا ہے-

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۖ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ
وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ
خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

تجھ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کچھ خرچ کریں- تو کہہ جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے- تم جو کچھ بھلائی کرو گے' اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے○

نفلی خیرات : ☆☆ (آیت: ۲۱۵) مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' یہ آیت نفلی خیرات کے بارے میں ہے- سدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں' اسے آیت زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا- لیکن یہ قول ذرا غور طلب ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ اے نبیؐ لوگ تم سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کس طرح خرچ کریں- تم انہیں کہہ دو کہ ان لوگوں سے سلوک کریں جن کا بیان ہوا- حدیث میں ہے اپنی ماں سے سلوک کر اور اپنے باپ اور اپنی بہن سے اور اپنے بھائی سے- پھر قریبی لوگوں سے- یہ حدیث بیان فرما کر حضرت میمون بن مہران نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا' یہ ہیں جن کے ساتھ مالی سلوک کیا جائے اور ان پر مال خرچ کیا جائے نہ کہ طبلوں باجوں تصویروں اور دیواروں پر کپڑا چسپاں کرنے میں- پھر ارشاد ہوتا ہے تم جو بھی نیک کام کرو اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ اس پر بہترین بدلہ عطا فرمائے گا وہ ذرے برابر ظلم نہیں کرتا-

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

تم پر جہاد فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو۔ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لئے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لئے بری ہو۔ حقیقی علم اللہ ہی کو ہے۔ تم محض بے خبر ہو ○

جہاد بقائے ملت کا بنیادی اصول: ☆☆ (آیت:۲۱۶) دشمنان اسلام سے دین اسلام کے بچاؤ کے لئے جہاد کی فرضیت کا اس آیت میں حکم ہو رہا ہے۔ زہریؒ فرماتے ہیں جہاد ہر شخص پر فرض ہے خواہ لڑائی میں نکلے خواہ بیٹھا رہے۔ سب کیلئے فرض ہے کہ جب ان سے مدد طلب کی جائے تو وہ امداد کریں جب ان سے فریاد کی جائے یہ فریاد رسی کریں جب انہیں میدان میں بلایا جائے یہ نکل کھڑے ہوں۔ صحیح حدیث شریف میں ہے جو شخص مر جائے اور اس نے نہ تو جہاد کیا ہو نہ اپنے دل میں جہاد کی بات چیت کی ہو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور حدیث میں ہے فتح مکہ کے بعد ہجرت تو نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت موجود ہے اور جب تم سے جہاد کے لئے نکلنے کو کہا جائے تو نکل کھڑے ہو۔ یہ حکم آپؐ نے مکہ کی فتح کے دن فرمایا تھا۔

پھر فرمایا ہے حکم جہاد گو تم پر بھاری پڑے گا اور اس میں تمہیں مشقت اور تکلیف نظر آئے گی' ممکن ہے قتل بھی کئے جاؤ' ممکن ہے زخمی ہو جاؤ' پھر سفر کی تکلیف دشمنوں کی یورش کا مقابلہ ہو لیکن سمجھو تو ممکن ہے۔ تم برا جانو اور وہ تمہارے لئے اچھا ہو کیونکہ اسی سے تمہارا غلبہ اور دشمن کی پامالی ہے۔ ان کے مال' ان کے ملک بلکہ ان کے بال بچے تک بھی تمہارے قدموں میں گر پڑیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو اپنے لئے اچھا جانو اور وہی تمہارے لئے برا ہو۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک چیز کو چاہتا ہے لیکن فی الواقع نہ اس میں مصلحت ہوتی ہے نہ خیر و برکت۔ اسی طرح گو تم جہاد نہ کرنے میں اچھائی سمجھو دراصل وہ تمہارے لئے زبردست برائی ہے کیونکہ اس سے دشمن تم پر غالب آ جائے گا اور دنیا میں قدم ٹکانے کو بھی تمہیں جگہ نہ ملے گی۔ تمام کاموں کے انجام کا علم محض پروردگار عالم کو ہی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کونسا کام تمہارے لئے انجام کے لحاظ سے اچھا ہے اور کونسا برا ہے۔ وہ اسی کام کا حکم دیتا ہے جس میں تمہارے لئے دونوں جہان کی بہتری ہو۔ تم اس کے احکام دل و جان سے قبول کر لیا کرو اور اس کے ہر ہر حکم کو خندہ پیشانی سے مان لیا کرو۔ اسی میں تمہاری بھلائی اور عمدگی ہے۔